

تفسیر "فصل الخطاب" سے اقتباسات (حصہ سوم)

<?xml encoding="UTF-8?">

قرآن کی امتیازی خصوصیات

(بحیثیت اسناد و اعتبار)

جتنی کتابیں اس وقت الہامی سمجھتی جاتی ہیں اور وحی آسمانی کی طرف منسوب کی جاتی ہیں انکے متعلق اگر خود انکے ماننے والوں کی تحریرات کی روشنی میں نظر ڈالی جائے تو انکی تاریخ زندگی ایسے حوادث و انقلابات کا مجموعہ نظر آتی ہے جن کی بناء پر وثوق کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ انکے کسی جزء کا بھی دنیا میں وجود باقی ہے اور جسے اب اسکے متبعین سراور آنکھوں پر رکھ رہے ہیں اور خدا کا کلام سمجھتے ہیں اسمیں کوئی آدیا یا پوچا توہائی جز بھی ایسا ہے جو اسکی حقیقی روح سے بعینہ اسکے مطابق ہو جو پیغمبروں پر نازل ہوئی۔ اسکے برعکس جب ہم اسلامی کتاب "قرآن کریم" پر نظر ڈالتے ہیں تو وہ ایسی تمام کمزوریوں سے بلند نظر آتی ہے اور اسکی تاریخ ایسے واقعات پر مشتمل ملتی ہے جو اسکے اسناد و اعتبار کے ضامن ہیں۔ یہاں ہم قرآن مجید کی نو (9) مختلف خصوصیات کا جائزہ لیتے ہیں۔

- پہلی خصوصیت

امت اسلامیہ کہ جو قرآن مجید کی امانتدار اور اسکی حفاظت و نگہداشت کی براہ فاست ضامن سمجھی جاسکتی ہے وہ حقیقی معانی میں با اختلاف زمانہ اسکی صحیح تعلیمات سے کتنی ہی دور جا پڑی ہو اور اسکی بناء پر اہل معانی اسپر ارتداد کا حکم لگادیں لیکن ایسا کوئی وقت نہیں آیا کہ اس نے قرآن کا دامن ہاتھ سے چھوڑنے کا معاذ اللہ اعلان کیا ہو اور برملا کفر و شرک اختیار کیا ہو بلکہ جس وقت سے مسلمانوں نے دنیا سے وجود میں قدم رکھا انکی تعداد زیادہ سے زیادہ ہوتی رہی اور برابر اسلام کو اپنا بسان قومیت اور قرآن کو اپنا طرہ امتیاز بنائے رکھا۔

- دوسری خصوصیت

قرآن مجید کے متعلق کبھی کوئی پابندی عاید نہیں کی گئی کہ اسکا نسخہ کسی خاص فرد یا جماعت کے پاس محدود رہے بلکہ عام طور پر مسلمانوں کو یہ حق حاصل رہا کہ وہ اسے لکھیں، نقل کریں اور ازبر یاد کریں۔

- تیسری خصوصیت

قرآن اپنی اصلی زبان یعنی عربی میں موجود ہے اور صرف اتنا نہیں بلکہ ہر مسلمان اسی کو سمجھتا ہے جو خاص الفاظ پر مشتمل ہے انکے شرعی احکام بھی اسی کتاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ نماز میں اسکا پڑھنا لازم اور دوسرے اوقات میں اسکی تلاوت باعث اجر و ثواب ہے۔ یہ احکام تراجم قرآن پر مرتب نہیں ہیں ترجمہ جس زبان کا بھی ہو وہ ترجمہ ہی کہلاتا ہے کوئی مسلمان اسے قرآن نہیں سمجھتا۔

- چوتھی خصوصیت

قرآن مجید کی آیات کو متفرق طور پر خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم بوقت ورود ہی قلمبند کرالیا کرتے تھے اور پھر ان متفرق آیات کو رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات کے تقریباً فوراً بعد ہی کتابی شکل میں جمع کرلیا گیا جسکی تصدیق وقتاً فوقتاً ان ہستیوں نے کی جنہیں قرآن کا ذمہ دار بنایا گیا تھا۔

- پانچویں خصوصیت

قرآن میں خود قدم قدم پر اسکے 'منزل من للہ' ہونے کا اعلان ہے اور کسی دوسرے شخص کا کیا ذکر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذاتی کلام ہونے کی نفی کی گئی ہے۔

- چھٹی خصوصیت

قرآن کی اصلیت و حقانیت کے بارے میں مسلمانوں میں باوجود (آپس کے سینکڑوں) اختلاف کے کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ سب اسے متفقہ حیثیت سے کلام الہی سمجھتے ہیں۔

- ساتویں خصوصیت

قرآن کے متعلق اسکے ماننے والے اس نقطہ پر متفق ہیں کہ وہ دنیا کے آخری دور تک رہنما بنا کر بھیجا گیا ہے اور اسکی تعلیمات کسی خاص زمانہ سے مخصوص نہیں ہیں۔

- آٹھویں خصوصیت

قرآن جب سے کتابی شکل میں مدون ہو کر تمام مسلمانوں میں منتشر ہوا اسکے ایک ایک لفظ کی ہر دور میں جانچ پڑتال ہوتی رہی اور تمام مسلمان بلا تفریق فرقہ اسکی کتابت، قراءت اور تفسیر و تشریح کی طرف متوجہ

رہے جس سے قرآن مجید میں اب کسی دور میں 'تصرف اور تحریف' کا امکان باقی نہیں رہا۔

- نویں خصوصیت

قرآن مجید کا انداز بیان خود ہی اپنا معیار ہے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ کسی بڑے سے بڑے فصیح کلام میں بھی قرآن کا ایک جملہ آجاتا ہے تو وہ اس طرح نمایاں ہوتا ہے جیسے سنگریزوں میں موتی اور ستاروں میں ماہتاب۔

قرآن مجید کی معجزانہ حیثیت کا ایک خاص پہلو

معجزہ قرآنی کی ایک اہم خصوصیت جو دنیا کے کسی دوسرے معجزے میں نہیں پائی جاتی یہ ہے کہ اعجاز کے جتنے ارکان ہیں ان سبکو وہ خود اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے اور وہ مقدمات و قرائن خارجیہ یا صرف عقل پر منحصر نہیں ہیں۔

دوسرے معجزات کی یہ صورت ہے کہ خارق عادت آنکھوں کے سامنے پیش ہو لیکن اسکے معجزہ ہونے میں جتنی باتوں کی ضرورت ہے وہ خود اسمیں مضمون نہیں ہیں۔

وہ ایک خاموش مشاہدہ غیبی ہوتا ہے جو اپنی زبان سے یہ اعلان نہیں کرتا کہ میرا ظاہر کرنے والا مدعی نبوت وغیرہ بھی ہے جو ایک خارق عادت کے معجزہ ہونے کا رکن اعظم ہے اس کے لئے ضرورت ہوگی کہ علیحدہ سے اس شخص کے دعویٰ کو دیکھا جائے تاکہ معلوم ہو کہ وہ مدعی کسی منصب کا ہے یا نہیں۔

پھر اس مظاہرہ سے استدلال کی بنیاد سمجھ میں نہیں آتی کہ خارق عادت امر کے ظاہر کرنے سے اسکے مظہر اور دعویدار نبوت کی سچائی کیونکر ثابت ہوتی ہے؟ اس کے لئے پھر عقل کو سامنے لانے کی ضرورت ہے کہ وہ دلیل کو ترتیب دے اور بتلائے کہ خارق عادت کا ظاہر ہونا کس طرح دعویدار منصب کی سچائی کا ثبوت ہوتا ہے؟

پھر وہ خرق عادت کا مظاہرہ یہ بھی نہیں بتاتا کہ میرا ظاہر کرنے والا اپنی سیرت و کردار کے لحاظ سے کیسا آدمی ہے اور یہ بھی ثبوت اعجاز کا بڑا رکن ہے کیونکہ اگر مدعی نبوت ایک ایسا شخص ہے جسکی سابقہ زندگی اور افعال و اعمال کی گندگی یہ خود اسکے دعوے کو رد کرنے کے لئے کافی ہے تو اس صورت میں وہ لاکھ غیر معمولی کرتب دکھلائے کسی طرح خدا پر ذمہ داری عائد نہ ہوگی اور اسے ان عجیب و غریب مظاہرات کو باطل کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ لہذا خوارق عادات کے ساتھ یہ الگ سے اس مدعی منصب کی سیرت سابق و حال زندگی میں دیکھنے کی ضرورت ہوگی کہ اسکے افعال کسے ہیں اور وہ اسکو خدا کی طرف کے کسی منصب کے لائق ثابت کرتے ہیں۔

یقیناً وہ تمام معجزات ان تمام اعتبارات سے بالکل گنگ اور خارجی تحقیقات اور عقلی غور و فکر کے دست نگر اور ممنون احسان ہوتے ہیں لیکن یہ قرآن مجید کی خصوصیت ہے کہ وہ معجزہ ہے اور اعجاز کے جتنے ارکان و خصوصیات ہیں وہ سب اسی میں موجود ہیں اور کہیں اس سے علیحدہ جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

- پہلا امر

قرآن مجید میں صاف صاف اپنے حامل حضرت محمد . صطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دعویٰ نبوت و رسالت کا اظہار موجود ہے۔ آیات ذیل ملاحظہ ہوں

نمبر 1

"قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً" کہیئے کہ اے گروہ مردم! میں خدا کا رسول ہوں تم سب کی طرف" (اعراف#158)

نمبر 2

"ما ضل صاحبکم وما غوی وما یطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی" کہ تمہاری ہدایت کرنے والا شخص نہ تو گمراہ ہے اور نہ ہی سرگشتہ وہ اپنی خواہش دل سے کلام نہیں کرتا بلکہ وہ وحی ہوتی ہے جو اسپر اتاری جاتی ہے" (نجم#2/4)

نمبر 3

"محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار" کہ محمد 'ص' خدا کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں کے مقابلہ میں بڑے سخت ہیں" (فتح#29)

نمبر 4

"ما کان محمد اباحد من رجالکم ولكن اللہ رسول اللہ وخاتم النبیین" کہ محمد 'ص' نہیں ہیں تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن خدا کے رسول اور فہرست انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں" (احزاب#40)

- دوسرا امر

اسنے اپنے غیر معمولی درجہ اعجاز کو آپ 'ص' کی نبوت و رسالت کی دلیل بتلایا اور کہا کہ اگر تم کو انکی سچائی اور حقانیت میں شک ہو تو اس کے مثل پیش کرو اور اگر ایسا نہ کر سکو "فاعلموا انما انزل بعلم اللہ" تو سمجھ لو کہ وہ خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے" (ہود#14) اس طرح اعجاز کی وجہ استدلال عقلی کو اہل عقل کے متنبہ کرنے کے لئے ذکر کیا۔

- تیسرا امر

اسنے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اخلاق کی پاکیزگی اور کمال طہارت کو متعدد آیات میں ظاہر کرتے ہوئے یہ ثابت کیا کہ آپ 'ص' کی زندگی اخلاق حسنہ سچائی اور پاکیزگی کا نمونہ رہی ہے جسکی بناء پر آپ 'ص' کی سیرت آپ 'ص' کے بلند دعوے کے شایان شان ہے۔ ارشاد ہوا

نمبر 1

"وانک لعلی خلق عظیم" یقیناً آپ ع'ص' بڑے اخلاق کے درجہ پر فائز ہیں" (قلم#4)

نمبر 2

"ودوا لو تدھن فیدھنون" ان لوگوں کی یہ آرزو ہے کہ آپ 'ص' سے کسی دورنگی کاظہور ہو تو یہ بھی دورنگی سے کام لیں" (قلم#9)

نمبر 3

"یا مکرّم بالمعروف وینہاھم عن المنکر" کہ وہ انہیں اچھی باتوں کا حکم دیتے اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں" (اعراف#157)

اور خود اپنی تعلیمات پر اہل نظر کو سنجیدگی سے غور کرنے کا موقع دیتے ہوئے ارشاد کیا "ان هذا القرآن یھدی للتی هی اقوم" کہ یقین جانو کہ قرآن دعوت دیتا ہے ایسی باتوں کی طرف جو بالکل سیدھی سیدھی اور صحیح ہیں" (بنی اسرائیل#9)

اس طرح قرآن مجید نے تمام وہ پہلو جو ایک معجزہ کی صحت کے سلسلہ میں غور کے قابل ہوا کرتے ہیں سب خود ہی پیش کردئیے اور اہل نظر کے سامنے رکھے جسکے بعد غور کرنا نہ کرنا خود ان اشخاص کے حسن اختیار اور سوء اختیار کا نتیجہ ہو گیا اور حجت پوری قوت کے ساتھ تمام ہو گئی۔

قرآن میں معجزات انبیاء کا ذکر

بہت سے افراد جنہوں نے اپنے دل خواستہ اور ماختہ و پرداختہ انبیاء کا حلقہ اطاعت زیب تن کیا ہے اور زمانہ کے موجودہ دور سے قریب ہونے کی وجہ سے انکے لئے وہ کچھ معجزات اور خوارق عادات کے ظہور کے ادعا کی جرأت نہیں رکھتے۔ وہ اپنی اس کمزوری اور سرمایہ اعجاز سے بے مائگی و تہی دستی کو معجزات انبیاء کے انکار سے چھپانے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ انبیاء عجیب و غریب مظاہرات پیش کر کے اپنی نبوت تسلیم نہیں

کراتے تھے بلکہ صرف انکی روحانیت تھی جو انکے لئے قلوب کو جذب کرتی اور لوگوں کو انکا گرویدہ بناتی تھی۔ وہ اس سلسلہ میں قرآن کے اندر معجزات انبیاء کے تذکرہ کے وجود کا بھی انکار کر دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ قرآن میں کہیں معجزہ کو دلیل نبوت نہیں بتایا گیا ہے اور نہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیلئے قرآن نے معجزات کا ادعاء کیا ہے۔

یہ خیال بالکل غلط ہے۔ قرآن مجید نے اکثر انبیاء کے معجزات کا تذکرہ صاف اور صریحی الفاظ میں درج کیا ہے۔ بے شک اس کو "معجزہ" کے نام سے یاد نہیں کیا ہے بلکہ "آیت" اور "بینہ" کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ اسی کو متکلمین اپنی اصطلاح میں "معجزہ" کہتے ہیں۔

الفاظ کے گورکھ دھندے میں پھنس کر معانی سے کنارہ کشی کرنا صحیح نہیں ہے۔ ہم کو لفظ معجزہ پر ایمان لانا ضروری نہیں ہے کہ ہم آپ کے اس لفظ کو قرآن میں تلاش کریں اور اسکی تعریف تلاش کریں۔ قرآن کوئی فدھنگ یا مجموعہ مصطلحات نہیں ہے کہ اسمیں لفظ معجزہ اور اسکی تعریف مذکور ہو۔ بے شک ہم کو اس قسم کی دلیل نبوت کا جسے متکلمین اپنی اصطلاح میں معجزہ کہتے ہیں اور جسکے وجود کو ثبوت نبوت کیلئے ضروری سمجھتے ہیں قرآن میں پتہ لگانا چاہیئے اگر اسکا پتہ لگ جائے تو الفاظ میں اختیار ہے اور نام رکھنا آپ کے ہاتھ میں ہے کہ آپ اسکو معجزہ کہیں جیسا کہ اس لفظ کے لغوی معانی (عاجز کر دینے والی چیز) کی مناسبت سے متکلمین کی اصطلاح ہے یا جس لفظ سے قرآن نے ان دلائل کی تعبیر کی ہو اس لفظ سے تعبیر کیجئے یا کوئی نام اپنے دل سے تجویز کر لیجئے کم سے کم ہمیں اسپر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ اب دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں اس قسم کی دلیل نبوت کاپتہ ہے یا نہیں اور اسی ذیل میں معلوم ہوگا کہ قرآن مجید نے کس طرح صداقت نبی کی دلیل عقلی طرف اشارہ کیا ہے۔

قرآن مجید نے ان حیرت انگیز مظاہرات قدرت اور دلائل نبوت کو جنہیں انبیاء پیش کیا کرتے تھے "آیات" اور "بینات" کے نام سے پیش کیا ہے۔ ملاحظہ ہو "والی ثمود انا هم صالحا قال يا قوم اعبدوا الله مالکم من اله غیرہ قد جاء تکم بینة من ربکم هذه ناقة الله لکم اية فذروها تاكل فی ارض الله ولا تمسوها بسوء فیاخذکم عذاب علیم" قبیلہ ثمود کی طرف ہم نے بھیجا انکے بھائی صالح 'ع' کو انہوں نے کہا اے قوم والو! عبادت کرو اللہ کی اس کے سوا کوئی تمہارا کوئی خدا نہیں ہے تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے "بینہ" آگیا ہے۔ یہ خدا کا خاص (پیدا کردہ) ناقہ جو تمہارے لئے "آیت" (نشانی) ہے تو اسکو چھوڑے رکھنا کہ یہ خدا کی زمین میں اپنی غذا حاصل کرے اور تم اسے کوئی برائی نہ پہنچانا جس سے تم دردناک عذاب میں مبتلا ہو۔" (الاعراف#3) اس آیت مبارکہ میں ناقہ صالح علیہ السلام کو "بینہ" کہا گیا ہے۔ "ثم بعثنا من بعدهم موسى بايتنا الى فرعون وملائه فظلموا بها، فانظر كيف كان عاقبة المفسدين. وقال موسى يا فرعون انى رسول من رب العلمين، حقيق على ان لا اقول على الله الا الحق، قد جئتکم بینة من ربکم فارس مل معى بنى اسرائيل، قال ان كنت جئت باية فاتبه بهان كنت من الصادقين ° فالقى عصاه فاذا هى ثعبان مبين، ونزع يده فاذا هى بيضاء للناظرين." پھر ہم نے ان انبیاء کے بعد مبعوث کیا موسیٰ کو اپنی "آیتوں" کے ساتھ فرعون اور اس کے گروہ کی طرف تو ان لوگوں نے ان آیتوں پر ظلم کیا۔ اب ذرا دیکھو کہ فساد کرنے والوں کا کیا انجام ہے اور موسیٰ نے کہا تھا کہ اے فرعون! یقیناً میں خداوند عالم کی طرف سے فرستادہ ہوں اور میرے اوپر لازم ہے کہ میں سوا سچی بات کے خدا کی طرف کسی بات کی نسبت نہ دوں۔ میں تمہاری طرف "بینہ" لے کر آیا ہوں۔ بنی اسرائیل کو میرے ساتھ روانہ کر دے۔ فرعون نے کہا اگر تم کوئی "آیت" لائے ہو تو اسے پیش کرو اگر سچے ہو۔ یہ سنکر موسیٰ نے اپنا عصا پھینک دیا جو ایک مرتبہ صاف اڑدھے کی شکل میں نمودار ہو گیا اور انہوں نے اپنا ہاتھ نکالا جو تمام دیکھنے والوں کی نظر میں چمکدار نظر آیا" (الاعراف#108/103)

یہاں عصائے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ید بیضاء کو "بینۃ" اور "آیت" قرار دیا گیا ہے اسکے بعد ساحران فرعون کی آواز نقل کی گئی ہے کہ انہوں نے معجزات کے سامنے اپنی شکست کا اعتراف کرتے ہوئے فرعون سے کہا "وماتنقم منا الا ان امنابایت ربنا لما جاءتنا ربنا فرغ علينا صبرا وتوفنا مسلمين." تو ہم سے کس بات پر ناراض ہوتا ہے سوائے اسکے کہ ہم اپنے پروردگار کی آیتوں پر ایمان لائے جبکہ وہ ہمارے پاس آئیں پروردگار! ہم پر صبر کو غالب کر دے اور ہمیں ایمان کی حالت میں دنیا سے اٹھا۔" (الاعراف#126) اس کے بعد "وقالوا هم ماتنا تائبين اية لتسحرنا بها فماتنا نحن لک بمؤمنين. فارس لنا عليهم الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم ایت مفصلت فاستکبروا وکانوا قوما مجرمين." ان لوگوں نے کہا کہ جو بھی چاہو تم "آیت" ہمارے سامنے پیش کرو کہ ہم پر اسکے ذریعہ سے جادو کرو ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں ہیں، تو اس وقت ہم نے ان پر بھیجا طوفان اور ٹڈیوں کا لشکر اور جوئیں اور مینڈک اور خون کھلی ہوئی "آیتیں" مگر انہوں نے ہٹ دھرمی سے کام لیا اور وہ گنہگار لوگ تھے۔" (الاعراف#132/133)

اسمیں پہلے جزء سے صاف ظاہر ہے کہ "آیت" اس نوعیت کی چیز کو کہا گیا ہے جن میں کفار جادو کی صورت میں پاتے تھے اور آخر آیت میں طوفان، جراد، قمل، ضفادع اور دم ان تمام غیر معمولی درجہ پر آنے والی آفتوں کو "آیات مفصلات" سے تعبیر کیا گیا ہے۔

"ثم بعثنا من بعده رُسُلًا اِلٰی قَوْمِهِمْ فَجَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا اِلَّا يُؤْمِنُوْنَ اِمَّا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ! پھر ہم

نے بھیجے انکے بعد کچھ رسول انکی قوم کی طرف اور وہ رسول انکے سامنے لائے "بیانات" مگر وہ کب ایمان لانے والے تھے اس چیز پر جسکی پہلے تکذیب کر چکے تھے" (یونس#74)

اسمیں نوح علیہ السلام کے بعد مبعوث ہونے والے رسولوں کے ساتھ ظاہر ہونے والے امور کو اجمالی طور پر "بیانات" سے تعبیر کیا۔ پھر ارشاد ہوا کہ "ثم بعثنا من بعدهم موسى و هارون الى فرعون وملائه بايتنا فاستكبروا وکانوا قوما مجرمين. فلما جاءهم الحق من عندنا قالوا ان هذا السحرمبين. قال موسى اتقولون للحق لما جاءكم اسحر هذا ولا يفلح السحرون. قالوا اجئتنا لتلفتنا عما وجدنا عليه اباءنا وتكون لكما الكبرياء في الارض، ومانحن لكما بمؤمنين. وقال فرعون ائتوني بكل سحر عليهم. فلما جاء السحرة قال لهم موسى القواما انتم ملقون. فلما القوا قال موسى ماجئتم به السحر ان الله سيبطله ان الله لا يصلح عمل المفسدين. ويحق الله الحق بكلمته ولو كره المجرمون." پھر ہم نے بھیجا انکے بعد موسیٰ و ہارون کو فرعون اور اسکے گروہ کی طرف اپنی "آیتوں" کے ساتھ تو انہوں نے ہٹ دھرمی کی اور وہ بڑے گنہگار لوگ تھے۔ توجب انکے پاس انکے پروردگار کے پاس سے سچی حقیقت پیش ہوئی تو انہوں

نے کہا کہ یہ کھلا ہوا جادو ہے۔ موسیٰ نے کہا کیا تم سچی بات کو جو تمہارے پاس آئی ایسا کہتے ہو؟ کیا یہ

جادو ہو سکتا ہے؟ حالانکہ جادوگر کامیاب نہیں ہوا کرتے انہوں نے کہا کیا تو ہمارے پاس اسلئے آیا ہے کہ

ہم کو منحرف کر دے جس پر ہم نے اپنے آباء و اجداد کو پایا اور تم دونوں کیلئے اس سرزمین پر بڑائی ہو جائے اور ہم تم دونوں پر ایمان لانیو لے نہیں۔ اور فرعون نے کہا کہ میرے پاس ہر کامل جادوگر کو لاؤ تو جب سب جادوگر جمع

ہوئے تو موسیٰ نے ان سے کہا کہ دکھاؤ جو کرتب تم دکھا سکتے ہو۔ جب انہوں نے پھینکا اپنی رسیوں کو تو موسیٰ

نے کہا کہ جو تم نے پیش کیا ہے وہ سحر ہے۔ اللہ یقیناً اسے ابھی باطل کر دے گا۔ اللہ مفسد پر دازوں کے کام کو سرسبز

نہیں کرتا ہے اور جو بات حق ہے اسے وہ اپنے حکم سے پورا کرتا ہے اگرچہ گنہگار اسکو برا سمجھیں" (یونس#10)

ان آیات میں پورے طور پر اس دلیل عقلی کا خلاصہ موجود ہے جو معجزہ و سحر کے تفرقہ میں ہم نے بیان کی

ہے۔ آیات کے مضمون سے صاف ظاہر ہے کہ ظاہری صورت سے جو امر بطور دلیل نبوت نبی کو عطا ہوا تھا وہ ویسی ہی

نوعیت کاتہاجو سحر کی گوتی ہے یعنی غیر معمولی اور خارق عادت اور خلافت نظام عام۔ اسی بناء پر لوگوں نے کہا کہ "ان هذا لسحرمبین" اور یہی خیال کر کے فرعون نے مقابلہ کیلئے ساحروں کو دعوت دی لیکن پیغمبر نے اس مختصر سے جملہ سے کہ "ا سحر هذا ولا یفلح الساحرون" فلسفہ اعجاز اور آیت الہی اور کرشمہ ساحری کے فرق پر مکمل روشنی ڈال دی۔

اسمیں اعجاز اور سحر کے مابین فرق کا معیار جو بتلایا گیا ہے

وہ یہی ہے کہ اگر یہ سحر ہوگا تو اسکی کامیابی اور سرسبزی باقی نہیں رہ سکتی اسلئے کہ اللہ پر لازم ہے کہ وہ اسکا ابطال کر دے اور اگر وہ سرسبز و کامیاب ہو اور اسکا ابطال نہ ہو تو سمجھو کہ حقیقتہ سحر نہیں بلکہ اعجاز ہے اور اس معیار کو اس سے زیادہ واضح الفاظ میں دوسری آیات میں بیان کیا گیا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے ساحروں کی کارستانی دیکھی تو فرمایا "یہ جو تم نے کیا سحر ہے یقیناً خدا اسکو باطل کر دے گا خدا کہی فساد برپا کرنے والوں کے کام کو سرسبز نہیں کرتا"

معلوم ہوا کہ معیار سحر یہ ہے کہ اللہ اسکو باطل کر دے "ویحق الله الحق بکلماته ولو کره المجرمون" یعنی جو واقعی حق ہے اور سچ مچ خدا کی طرف کی نشانی ہے اسکو وہ اپنے مظاہرات قدرت کے ساتھ برقرار رکھتا ہے چاہے گنہگار لوگوں کو یہ کتنا ہی ناگوار گزرے۔ یہ معیار اعجاز ہے۔ اس سے بڑھ کر دلیل عقلی کی طرف اشارہ کیا ہوگا؟؟؟؟

ان آیات سے یہ اثر بھی ظاہر ہے کہ اس مظاہرہ قدرت کو جسے "آیت" اور "بینہ" کہا گیا ہے دلیل نبوت اور معیار حقانیت کی صورت میں پیش کیا گیا ہے بلکہ درحقیقت "بینہ" کہنا ان مظاہرات کو اسی اعتبار سے ہے کہ وہ کہ وہ کہلی ہوئی سچائی کی دلیل ہیں اور "آیت" کہنا اس لحاظ سے ہے کہ وہ "حقانیت" کی نشانی ہیں۔ اس کے علاوہ ملاحظہ ہو "اسلک یدک فی جیبک تخرخ بیضاء من غیر سوء واضمم الیک جناحک من الرهب فذک برهانان من ربک الی فرعون وملائہ" داخل کرو اپنے ہاتھ کو گریبان میں وہ نکلے گا روشن بغیر کسی بری صورت کے اور ملادو اپنی طرف اپنے بازو کو دہشت سے یہ دونوں دلیلیں ہوں گی تمہارے پروردگار کی طرف سے فرعون اور اس کے پاس کے بڑے آدمیوں کی

جانب" (القصص#32) اس آیت میں صاف صاف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو "برہان" یعنی "دلیل نبوت" کہا گیا ہے۔